یا تاریخ کی کسی معاصر کتاب میں نظر نہیں آتی، اس لحاظ سے یہ بھی اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جو بیک وقت تاریخ بھی ہے اور سوشیالوجی بھی! پھر متعدد نقشوں نے اس کی افادیت دوچند کردی ہے،

میں ساڑھے آٹھ مہینے دیارِ غیر میں رہا جہاں پانچ مہینے تک مسلسل سردی کا یہ عالم تھا کہ بقول شخصے دانت سے دانت بجتا تھا۔ مسلسل برفباری اور برف میں ڈوبی ہوئی تیز و تند ہواؤں کی وجہ سے باہر نکلنا یا سڑک پر چلنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا لیکن اس کے باوجود خدا کے فضل و کرم سے اس پوری مدت میں نہ کبھی نزلہ ہوا نہ زکام، نہ بخار اور نہ حرارت، نہ دردِ سر اور نہ دردِ شکم، اور اس لئے کبھی کسی ڈاکٹر کا منت کشِ احسان نہیں ہونا پڑا۔ طبیعت ہر وقت ہشاش و بشاش اور چست و چاق رہتی تھی، کبھی افتادگی یا گراوٹ کا احساس نہیں ہوا۔ اس کا اثر یہ تھا کہ اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے کے علاوہ سات آٹھ مہینہ میں میں نے ذاتی طور پر مطالعہ اور تصنیف و تالیف کا کام اتنا کر ڈالا کہ یہاں دو برس میں بھی اتنا نہیں ہوا تھا، یہ تو وہاں کا حال تھا۔ اب یہاں کا حال سُنیئے! جس دن سے وطن مالوف کی سرزمین پر قدم رکھا ہے طبیعت برابر خراب ہے، غذا اب تک معمول پر نہیں آئی، معدہ کا نظام ابتر ہے، نشاط و انبساط کی جگہ افتادگی اور اضمحلال نے لے لی ہے اور اسی وجہ سے اب تک لکھنا پڑھنا بھی بند ہے۔ علاج ہو رہا ہے، دوائیں جاری ہیں، مگر نہیں کہا جا سکتا کہ حالتِ اولیٰ کے عود کرنے میں ابھی کتنے دن اور لگیں گے!

اس گزارش کا مقصد یہ ہے کہ جن کتب برائے تبصرہ کو میں چھوڑ کر گیا تھا اُن کی ہی تعداد کچھ کم نہ تھی کہ میری غیر موجودگی میں تو اُن کا انبار لگ گیا ہے اور چونکہ تبصرہ میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی ہے اس لئے حضرات مصنفین و ناشرین کا شکوہ سنج ہونا اور پیہم تقاضوں کے خطوط بھیجنا طبعی امر ہے، لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا، ابھی ان حضرات کو کچھ دن اور زحمتِ انتظار برداشت کرنی ہوگی، طبیعت اعتدال پر آجائے تو کوشش کی جائیگی کہ تبصروں کے صفحات کی تعداد میں اضافہ کرکے جلد سے جلد تلافی مافات کردی جائے، مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر جن حضرات کو اُن کے خطوط کے جوابات نہیں مل رہے ہیں از راہِ کرم وہ بھی معذور سمجھیں اُن میں جو خطوط جلسوں میں شرکت اور تقریر کی دعوت سے متعلق ہیں ان کے عدم جواب کو ہی دعوت کے قبول کرنے سے معذوری کے مرادف سمجھا جائے۔